زرداری کھپے

تحریر: سہیل احمد لون

کہتے ہیں کہ جتنا گڑ ڈالو اتنا ہی میٹھا ہوتا ہے مگر یہ محاورہ بعض اوقات کچھ لوگوں پر پورا نہیں اترتا۔ کچھ ایسے ''کھارے کھو'' ہوتے ہیں کہ اُن میں جتنا گڑ ڈالیں اتنی کڑواہٹ بڑھتی جاتی ہے۔ اس کے برعکس کچھ قسمت کے اتنے دھنی ہوتے ہیں کہ وہ گڑ ڈالے بغیر ہی میٹھی زبان سے میٹھا کرنے کا فن جانتے ہیں۔ ہنگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا لائے...... کا محاورہ بھی ایسے ہی خوش نصیبوں کے لیے بنا ہے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مقتول نے اپنی سوچ، محنت، سیاسی بصیرت اور بصارت سے پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیا در کھ کرا سے عوامی پارٹی بنا دیا۔ بے پناہ خدا داد صلاحیتوں کا مالک ہونے کے باوجود حالات اور مقدر انہیں تخت سے تختہ دار تک لے آئے۔ اس کے بعد کئی برس پاکستان پیپلز پارٹی سمیت پاکستانی عوام کے جمہوری حق کا ضیاع کیا گیا۔ آمرانہ دور کے گیارہ برس بالآخر ایک فضائی حادثے کی صورت میں اختتام پزیر ہوئے۔ محترمہ بینظیر بھٹو نے پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کا بیڑہ اٹھایا اور دنیا کی پہلی مسلمان خاتون وزیر اعظم منتخب ہوئیں۔ اپنے باپ کی طرح وہ بھی 2 مرتبہ ملک کی سربراہ رہیں وہ بھی اپنے باپ کی طرح غیر طبعی موت کا شکار ہوئیں، فرق یہ تھا راولپنڈی میں ان کا باپ سولی پر لٹکا دیا گیا جبکہ وہ اسی شہر میں انتخابی مہم کے دوران دہشت گردی کا نشانہ بن گئیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو شہید کے دفن ہوتے ہی جناب آصف علی زرداری کی قسمت کا تارہ فلک پر ایسا چمکا کہ ان کے دشمنوں کی آنکھیں اور عقل بھی چندھیا گئی۔ جناب آصف علی زرداری نے بغیر گڑ ڈالے ہی اتنا میٹھا کر لیا کہ ان کے وہ دشمن جو کبھی قاتل کہلائے جاتے تھے ماضی کی ساری کڑواہٹ بھول کر ان کے ساتھ گھی شکر ہو گئے۔ جدید دور میں چینی کی کمی کے باوجود شوگر کا مرض بہت زیادہ ہے خاص طور پر امراء میں تو یہ مرض عام ہے۔ اس مرض میں گڑ کا استعمال نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے لہذا بصیرت اور بصارت سے مالا مال جناب آصف علی زرداری نے گڑ کی بجائے نمک کا بھی بھرپور استعمال کیا ہے۔ انہوں نے اپنے دشمنوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے بجائے ان کو نمک کھلا کر نمک حلالی کرنے پر مجبور کر دیا۔ جناب آصف علی زرداری محترمہ کے دور حکومت میں مختلف وزارتوں کے امین رہنے کے علاوہ سینیٹر بھی رہے مگر دنیا میں ان کا تعارف محترمہ کے خاوند کے حوالے سے ہی تھا۔ محترمہ کی حکومت کرپشن کی وجہ سے معینہ مدت سے پہلے ہی ختم کر دی گئی جس میں جناب آصف علی زرداری مرکزی کردار سمجھے گئے۔ ان پر کرپشن کے متعدد چارجز لگا کر جیل بھیج دیا گیا، پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی کو ناکردہ گناہ کی پاداش میں جیل جانا پڑا تھا جہاں سے وہ چار کندھوں پر ہی واپس آئے مگر قسمت کے دھنی جناب آصف علی زرداری نہ صرف جیل سے رہا ہوئے بلکہ تمام مقدمات سے بری بھی ہوئے۔ اپنی ذہانت اور قسمت سے آج وہ پاکستان کے 11 ویں صدر مملکت ہونے کے علاوہ پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئر پرسن بھی ہیں۔ سیاسی باندر کلے میں ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے یا جوتے کی نوک پر رکھنے کی بجائے انہوں نے مفاہمت کی بوٹی سے تمام سیاسی کھلاڑیوں کو ایسا مدہوش کیا کہ انہیں دیکھ کر بوٹوں والے بھی اپنا آمرانہ مارچ بھول گئے۔ ان کی ذہانت اور قسمت نے کئی ریلیوں کی ریل

پیل کو ٹرخالوجی کے ریلے سے بہادیا، ولائیتی ، دیسی اور کینیڈین دھرنے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ایک جمہوری حکومت اپنی معیاد پوری کرنے جارہی ہے۔ انتخابات مقررہ وقت پر کروانے کا وعدہ حکومت اور اپوزیشن جماعت نے کئی بار کروایا ہے مگر موجودہ حالات کو دیکھ کر یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ واقعی ہی انتخابات مقررہ وقت پر ہونگے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر علامہ محمد طاہر القادری کی الیکشن کمیشن کی تحلیل کے حوالے سے پیٹشن سپریم کورٹ نے ساعت کے لیے منظور کرلی ہے۔ جو انتخابات کی تاخیر کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ اگر انتخابات تاخیر کا شکار ہو جاتے ہیں تو اس کا فائدہ کس کس کو ہوسکتا ہے؟ رواں سال آرمی چیف، چیف جسٹس آف پاکستان اور صدر مملکت کے عہدوں کی مدت بھی پوری ہورہی ہے۔ اگر انتخابات تاخیر کا شکار ہو جاتے ہیں تو جناب آصف علی زرداری کی سابقہ اور حالیہ ذہانت وقسمت کو دیکھ کر اس بات کی پیش گوئی کی جاسکتی ہے کہ انتخابات میں تاخیر کم از کم ان کے لیے خوش آئند ہوگی۔ جناب آصف علی زرداری کی تعلیم چاہے جتنی بھی ہے مگر ذہانت اور قسمت میں انہوں نے آکسفورڈ یونیورسٹی اور کیلیفورنیا سے فارغ التحصیلوں کو بھی مات دے دی ہے۔ ملک وقوم کے لیے وہ کتنے قسمت والے ثابت ہوئے ہیں اس سے بالاتر ہوکر دیکھیں تو پاکستان کی تاریخ میں آج تک ایسا کوئی لیڈر دیکھنے میں نہیں آیا جس پر قسمت کی دیوی اتنی مہربان ہوئی ہو۔ آزاد عدلیہ کے سرتاج سے اکثر ان کا ملاکھڑا ہوتا رہتا ہے مگر آج تک وہ مرد حر بن کر ساری بساط پلٹنے میں کامیاب رہے ہیں۔ یہ ان کی قسمت اور ذہانت ہی ہے جس سے چیف جسٹس کے بیٹے اور ملک ریاض کا معاملہ سامنے آیا۔ پھر آزاد میڈیا کے نمک حلال غلاموں کو عوام الناس کے سامنے لایا گیا جس سے میڈیا پرسنز پر عوامی اعتماد کم ہو گیا۔ چیف جسٹس کے بحال ہونے کے بعد یہ تاثر تھا شاید ان این آر او کے کیسز میں جناب آصف علی زرداری کو مسائل کا سامنا ہوگا مگر کچھ نہ ہوا۔ سوئس بینک کے منی لانڈرنگ کیس کا گڑھا مردہ اکھاڑنے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ اگر قبر کشائی کی اجازت مل بھی جاتی تو قبر سے نہ مردہ برآمد ہوتا اور نہ ہی اس کا پوسٹ مارٹم ہوکر نئے سرے سے کوئی تحقیق ممکن تھی۔ سوئس حکام نے بالآخر اس خط کا جواب دے دیا جسے نہ لکھنے کے جرم وفا میں یوسف رضا گیلانی کو توہین عدالت کا نوٹس جاری ہوا، بعدازاں وہ نااہل قرار دے کر وزیر اعظم کے عہدے سے ہٹا دیے گئے۔ آج یوسف رضا گیلانی بھی یہ پوچھنے کے مجاز ہیں کہ ان کو کس جرم کی سزا دی گئی تھی؟ صدر مملکت کو استثناء حاصل ہے جس کی بنا پر سوئس حکام نے کیس ری اوپن کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ سوئس حکام کو خط لکھنے، لکھوانے یا بھیجنے کے لیے نہ صرف ایک وزیر اعظم کی قربانی دی گئی بلکہ عدلیہ اور حکومت کے درمیان محاذ آرائی بھی دیکھنے میں آئی جس کا اختتام آج تک نہیں ہوا۔ اس کیس کو ری اوپن کروانے کے لیے عوامی پیسہ، وقت برباد بھی کیا گیا اور عوام کو ایک کرب میں بھی مبتلا رکھا گیا۔ کیا عدالت عظمیٰ عالمی قوانین سے بے خبر تھی یا خط کا متن ہی ایسا تھا جس کا جواب آصف علی زرداری کے حق میں آنا تھا؟ اگر 2 چوہدریوں میں لڑائی ہو تو نقصان ہمیشہ غریب مزارعین کا ہوتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہوا عدلیہ اور حکومت کی کھینچا تانی میں نقصان عوام کا ہی ہوا۔ جناب آصف علی زرداری کے کردار پر چاہے جتنے بھی داغ دھبے ہیں یا تھے ان کی قسمت کی لانڈری میں ذہانت کے پاؤڈر کے ساتھ ایسی دھل جاتے ہیں کہ آخر میں بس "زرداری کھپے" ہی رہ جاتا ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailllloun@gmail.com

10-02-2013.